آخر درست کیا ہے؟

اسلام کے نظریۂ حیات کی جامعیت اور اس میں عظمتِ انسانی

آخر درست کیا ہے؟

قسط:2

اسلام کے نظریۂ حیات کی جامعیت اور اس میں عظمتِ انسانی

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

اسلام کا نظریۂ حیات نہایت خوبصورت، وسیع، جامع اور اعلیٰ ہے کہ ہم بندے ہیں اور ہمیں خدا کی بندگی کے تقاضے پورے کرکے دنیا کی زندگی بامقصد گزارنی ہے اور آخرت کی نجات، دائمی مسرّتیں اور معبودِ حقیقی کا قرب پانا ہے۔ دوسری طرف خدا کے منکِروں اور دہریوں کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے سامنے زندگی کا کوئی حقیقی مقصد نہیں، اس لئے وہ صرف مال کمانے، شہوت پوراکرنے اور لذاتِ دنیا میں اضافہ کرنے کے سوا کسی اور چیز کے بارے میں سوچتے ہی نہیں اور اگر دوسروں کی بھلائی کے لئے کچھ کریں تو اس میں عموماً شہرت کمانے اور نام بنانے کا جذبہ پوشیدہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں ان کی مرضی ہے کہ دوسروں کے لئے کوشش کریں یا نہ کریں جبکہ ان کے مقابلے میں ایک مسلمان کو صرف دوسروں کی بھلائی کا مشورہ نہیں بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ اسے بہر صورت دوسروں کی بھلائی کے لئے کوشش کرنی ہے کیونکہ اس کے سامنے مقصدِ حیات، آخرت کی دائمی زندگی کی کامیابی ہے جس کے حصول کے لئے اسے اِس دنیا میں ہر کام حکمِ خداوندی کے مطابق کرنا ہے، اسے صرف اپنی ذات نہیں بلکہ خاندان، رشتے داروں، پڑوسیوں بلکہ تمام انسانوں کے حقوق ادا کرنے ہیں اور ان کی صلاح و فلاح کے لئے کوشش کرنی ہے، خواہ دوسرے اس کا حق ادا نہ کریں۔ لہٰذا جب مسلمان کے دل کی گہرائیوں میں یہ مقصدِ زندگی موجود ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح اس مقصد پر لانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر کبھی وہ اس مقصد کو بھول کر اپنی نفسانی خواہشات میں ڈوب بھی جائے تو چونکہ اس کے دل میں اسلام کی صورت میں مقصدیت کی بنیاد موجود ہے اس لئے جب بھی وہ تھوڑا سا ان چیزوں کی فنائیت، دنیاوی لذات کی بے ثباتی اور خدا کی بارگاہ میں پیشی (حاضر ہونے) پر غور کرے گا تو وہ ندامت و شرمندگی محسوس کرتے ہوئے فوراً مقصد کی طرف پلٹ آتا ہے۔ یہاں فرق پر غور کرنے کی حاجت ہے کہ ایک طرف غیر مسلم فریق ہے جس کے لئے انسانیت کی فلاح اور محتاجوں کی مدد اختیاری ہے، چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور دوسری طرف مسلمان ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ محتاجوں کی مدد کرے، لوگوں کو نقصان پہنچانے سے بچے، دوسروں کی خیر خواہی کرے اور انہیں برائی کے راستے سے روکے۔

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

یہاں ایک اور چیز بھی قابلِ توجہ ہے، وہ یہ کہ مقصدِ حیات کی تعیین میں انسان کی اپنی حیثیت سمجھنے کا بھی عمل دخل ہے کہ وہ خود کو ایک برتر مخلوق سمجھتا ہے یا کم تر، مثلاً کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے سورج کو دیکھا کہ بڑا روشن ہے، ساری دنیا کو روشنی دے رہا ہے، دنیا کے ہزاروں لاکھوں فوائد اس سے وابستہ ہیں تو سورج کو پوجنا شروع کردیا۔ اب افضل کون ہوا؟ یقیناً "سورج" کیونکہ لوگ تو اس کے سامنے یہ سمجھ کر جھک گئے کہ سورج خدا ہے، یہاں انسان نے اپنی حیثیت فراموش کردی۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے درختوں، جانوروں اور دیگر کئی چیزوں کے فوائد دیکھے، تو جسے دیکھتے رہے اور اپنے سے بہتر سمجھتے رہے اسی کے سامنے جھک گئے۔ اس نظریۂ حیات کی بنیاد انسان کے پست اور کم تر ہونے پر ہے۔ انسانوں کے لئے کوئی نظریۂ حیات اس وقت تک حقیقتاً مفید نہیں ہوسکتا جب تک اُس نظریہ میں انسان کو بغیر کمی بیشی کے اُس کا اصل عظیم مقام نہ دیا جائے۔

دیگر نظریات میں یا تو وہ کمی ہے جس کا اوپر بیان ہوا یا حد سے زیادتی ہے کہ جس میں دیگر تمام حقائق جھٹلا کر فنا ہونے والے اور خدا کی بارگاہ میں جوابدہ انسان کو بالکل ہی بے لگام کردیا جاتا ہے۔ ان سب کے مقابلے میں اسلام اور قرآن نے انسان کو یہی بتایا کہ تم جن چیزوں کے سامنے جھک رہے ہو، یہ چیزیں تو تمہارے تابع اور تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ کائنات تمہارے لئے ہے جبکہ تم کسی اور کے لئے ہو اور وہ تمہارا خدا ہے۔

نہ تُو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تُو نہیں جہاں کے لئے

انسان کی عظمت اور باقی کائنات کے اس کے لئے تخلیق ہونے کا بیان قرآن مجید میں جگہ جگہ موجود ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق، سورج چاند کی گردش، دن رات کی تبدیلی سب انسان کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہے چنانچہ فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾ ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ (پ25، جاثیہ:13)

اور فرمایا: ﴿وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىٕبَیْنِۚ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ﴾ ترجمہ: اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا۔ (پ13، ابراہیم: 33)

قرآن فرماتا ہے کہ زمین میں موجود سب کچھ انسان کے فائدے کے لئے بنایا: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۗ﴾ ترجمہ: وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا۔ (پ1، البقرہ:29)

انسان کی عظمت اس سے بھی ظاہر ہے کہ انسان کی اصل، ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ الصلوۃ والسّلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا: ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ (پ15، بنی اسرآءیل:61)

بنی آدم کو شرف اور بزرگی والا بنایا اور کثیر مخلوقات پر فضیلت عطا کی چنانچہ فرمایا: ﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ -------- وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۠﴾ ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔۔۔ اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔ (پ15، بنی آسر آءیل:70)

قرآن فرماتا ہے کہ انسان بہترین صورت پر پیدا کیا گیا چنانچہ فرمایا: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ ترجمہ: بیشک ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔ (پ30، والتین:4)

عظمتِ انسانی کی جو تصویر اسلام اور قرآن کی تعلیمات کی نظر میں سامنے آتی ہے وہ بآسانی دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی عظمتِ انسانی پر اسلام کے نظریۂ حیات کی بنیاد ہے۔

(جاری ہے------)